

خدا تعالیٰ پر ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مسلمان کہلو کر پھر کمزوروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور معاشرے کے امن کو برباد کرنا قابل گرفت ہے۔

ہمیشہ یتیموں کی ضرورتوں کا خیال رکھو اور خاص طور پر جو دین کی خاطر جان قربان کرتے ہیں ان کا تو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

جھوٹے طریقے سے یتیم کو اس کے باپ کی جائیداد سے محروم کرنے کی کوشش نہ کریں۔

یتیم کی پرورش، اس کے مال کی حفاظت، اس کو معاشرے کا فعال حصہ بنانا ایک انتہائی اہم حکم ہے۔

بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کے حقوق سے متعلق قرآن مجید کی پر حکمت تعلیم کا بیان اور اہم نصاب

یہ کامل غلبہ والے اور حکمت والے خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں جن سے معاشرہ کا امن قائم ہوتا ہے، گھروں کا سکون قائم ہوتا ہے، نیکیاں پھیلتی ہیں۔ لیکن اگر ان باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو جہاں معاشرے کا امن برباد ہوگا وہاں ایسا شخص پھر اس عزیز اور غالب خدا کی پکڑ میں آئے گا۔

پاکستان کے موجودہ حالات کے پیش نظر احباب کو خصوصی دعاؤں کی تحریک۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
(فرمودہ مورخہ 16 نومبر 2007ء (16 ربیع الثانی 1386 ہجری شمسی)
بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ -
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ -

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ - قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ - وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ - وَاللَّهُ يَعْلَمُ
 الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ - وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْتَبْتَكُمْ - إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (البقرة: 221)

وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ - فَإِنْ
 خَرَجْنَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَا فِي أَنْفُسِنَا مِنْ مَّعْرُوفٍ - وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (البقرة: 241)
 وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ - وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي
 أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا -
 وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ - وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ - وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (البقرة: 229)

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو معاشرے کے کمزور طبقے کے حقوق کی
 ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ اس طبقہ میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، معاشرے
 میں ہماری کوئی حیثیت نہیں، زور آور اور طاقتور جس طرح چاہیں ہم سے سلوک کرتے رہیں۔ ہر آیت کے آخر پر
 عزیز اور حکیم کے الفاظ استعمال کر کے یہ احساس اس کمزور طبقے میں بھی پیدا کر دیا کہ اگر طاقت والے تمہارے
 سے زیادتی کریں اور تمہارے حقوق ادا نہ کریں تو ان کے اوپر ایک عزیز اور غالب خدا ہے جو پھر زیادتی کرنے
 والوں کو پکڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو میرے پر حکمت احکامات پر صحیح طور پر عمل نہیں کرتے، میں جو
 سب طاقتوں کا سرچشمہ ہوں، ان کو پکڑوں گا۔ اسی طرح قرآن کریم کو الہی کتاب ماننے والوں کو بھی توجہ دلا دی
 کہ یہ حقوق ایسے نہیں کہ اگر تم ادا نہ کرتے ہوئے زیادتی بھی کر جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔ فرمایا ہمیشہ ایک مسلمان کو،
 ایک مومن کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان باتوں پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہ معاشرے کے امن کی ضمانت ہیں۔
 ان پر عمل نہ کر کے صاحب اختیار لوگ معاشرے کے امن کو برباد کرنے والے ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر ایمان کا
 دعویٰ کر کے، اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر پھر کمزوروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور معاشرے کے امن کو برباد کرنا قابل
 گرفت ہے۔ کمزور طبقے پر توجہ نہ دے کر اس طبقے میں جو بے چینی پیدا ہوگی اور پھر بعض اوقات شدید رد عمل بھی
 ظاہر ہوتا ہے تو ایسے رد عمل کے اظہار کا باعث وہ لوگ بن رہے ہوں گے جن کے ذمہ حقوق کی ادائیگی تھی،
 حالات کو سنوارنے کی ذمہ داری تھی لیکن انہوں نے اپنے فرض کا حق ادا نہیں کیا۔ پس اس فرض کا حق ادا نہ کرنے
 کی وجہ سے، ایسے لوگوں کو جو فرض ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حقوق ادا نہ کرنے والو، یا ظلم سے حق
 مارنے والو! ہمیشہ یاد رکھو کہ ایک غالب، عزیز خدا تمہارے اوپر ہے اور اس کے حکموں پر عمل نہ کر کے وہ احکام جو

حکمت سے پُر احکام ہیں ان پر عمل نہ کر کے تم پھر امن، سلامتی اور پیار قائم کرنے والے معاشرے کے قیام میں روک ڈالنے والے بن رہے ہو۔ اور یہ چیز اس غالب خدا کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں ہے۔ پس توجہ کرو، حکمت اختیار کرو، حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دو تاکہ وہ عزیز خدا جو عزیز و رحیم بھی ہے تم پر رحم کرتے ہوئے صفت عزیز کے نظارے تمہیں تمہارے حق میں دکھائے۔

ان آیات میں سے جو میں نے تلاوت کی ہیں، پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اور وہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ ان کی اصلاح اچھی بات ہے اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی بندے ہی ہیں اور اللہ فساد کرنے والے کا، اصلاح کرنے والے سے فرق جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ضرورت مشکل میں ڈال دیتا، یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

اس آیت میں یتامی کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے اور یتامی کے تعلق میں قرآن کریم میں اور بھی بہت ساری جگہوں پر ذکر ملتا ہے جس میں ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان پر شفقت کا ہاتھ رکھنے کا حکم ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمہارے بھائی ہیں اور بھائی کے ساتھ ایک نیک فطرت بھائی کیا سلوک کرتا ہے۔ بڑا بھائی ہمیشہ یہی کوشش کرتا ہے کہ میرا بھائی پڑھائی میں بھی اچھا ہو، صحت میں بھی اچھا ہو، اخلاق میں بھی اچھا ہو، جماعتی کاموں میں دلچسپی لینے والا ہو، اس کا اٹھنا بیٹھنا اچھے دوستوں میں ہو۔ جہاں پڑھائی کی طرف توجہ دے وہاں کھیلنے کی طرف بھی توجہ دے تاکہ اس کی صحت بھی اچھی رہے۔ اگر کسی محبت کرنے والے کا بھائی بیمار ہو جائے تو بے چین ہوتا ہے۔ اس کی تیمارداری اور اس کے علاج کی طرف بھرپور توجہ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے معاشرے کے یتیم تمہارے بھائی ہیں۔ ان سے نیک سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو، ہمیشہ یہ بات تمہارے ذہن میں رہے کہ ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی ہے۔ ان کو معاشرے کا ایک فعال حصہ بنانا ہے۔ یہ نہیں کہ اگر ان کے ماں باپ یا بڑے بہن بھائی نہیں ہیں جو ان کو سنبھال سکیں تو ان کو ضائع کر دو۔ فرمایا کہ یہ ایک مومن کا شیوہ نہیں ہے۔ مومن تو وہ ہے جو ان یتیموں کا خیال رکھتے ہوئے انہیں معاشرے کا مفید وجود بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلام کی جو تعلیم ہے کہ پیار بھی کرو اور سختی کے وقت سختی بھی کرو اور ہمیشہ اصلاح کا پہلو مد نظر رہے۔ یہ چیز اپنے یتیم بھائیوں اور بچوں کے لئے بھی سامنے رکھو، جس طرح تم اپنے بچوں اور چھوٹے بھائیوں کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہو اور یہ جذبات رکھتے ہوئے انہیں بگڑنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہو، غلط بات پر ٹوکتے اور سمجھاتے ہو، نیک باتوں کی تلقین کرتے ہو، نہ زیادہ سختی کرتے ہو کہ وہ باغی ہو

جائیں اور نہ پیار کا سلوک کرتے ہو کہ وہ لاڈ میں بگڑ جائیں۔ پس قرآن کریم کی پہلی ہدایت یتامی کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی اصلاح ہمیشہ مد نظر رکھو تا کہ وہ معاشرے کا فعال جزو بن سکیں۔ اور فرمایا کہ اصلاح اس طرح مد نظر ہو جس طرح تم اپنے قریبی عزیز اور پیاروں کی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہو۔ ہمیشہ مد نظر ہو کہ وہ تمہارے بھائی ہیں۔ ان کا خیال رکھنا تمہارا فرض ہے۔

دوسری جگہ یتیموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ۔ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْتَقُوا الصُّلْبَ وَارْتَقُوا الصُّلْبَ وَارْتَقُوا الصُّلْبَ (النساء: 10) یعنی اور جو لوگ ڈرتے ہیں کہ اگر وہ اپنی کمزور اولاد چھوڑ گئے تو ان کا کیا بنے گا، ان کو اللہ کے ڈر سے کام لینا چاہئے اور چاہئے کہ وہ صاف اور سیدھی بات کریں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زندگی اور موت کا تو کسی کو نہیں پتہ، اس لئے اللہ کا خوف رکھتے ہوئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نیکیوں کی جزا دیتا ہے تم یتیموں کا خیال رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کو بھی ہر قسم کے ہم و غم سے محفوظ رکھے۔

پس ہمیشہ یتیموں کی ضرورتوں کا خیال رکھو اور خاص طور پر جو دین کی خاطر جان قربان کرتے ہیں ان کا تو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے تا کہ ان کے بچوں کے دل میں کبھی یہ خیال نہ آئے کہ ہمارے باپ نے دین کی خاطر جان قربان کر کے ہمیں اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ ہر شہید کی اولاد کو اس بات پر فخر ہو کہ ہمارے باپ نے دین کی خاطر جان قربان کر کے دائمی زندگی پالی اور ہمارے سر بھی فخر سے اونچے ہو گئے۔ ہمیشہ ایسے بچوں کو یہ خیال رہے کہ دنیاوی لحاظ سے جماعت نے اور افراد جماعت نے ہمیں یوں اپنے اندر سمولیا ہے اور ہماری ضروریات اور ہمارے حقوق کا یوں خیال رکھا ہے جس طرح ایک بھائی اپنے بھائی کا رکھتا ہے۔ جس طرح ایک باپ اپنے بچے کا رکھتا ہے۔ ہمیشہ ان بچوں میں یہ احساس رہے کہ ہماری تربیت کا ہمارے بھائیوں نے بھی اور جماعت نے بھی حق ادا کر دیا ہے۔ اگر کسی بچے کا باپ اس کے لئے جائیداد چھوڑ کر مر رہا ہے تو اس کے قریبی اور ارد گرد کے لوگ اس کی جائیداد پر نظر رکھتے ہوئے اسے ہڑپ کرنے کی کوشش نہ کریں، ختم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ جھوٹے طریقے سے یتیم کو اس کے باپ کی جائیداد سے محروم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ احتیاط سے استعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ (بنی اسرائیل: 35) اور تم یتیم کے مال کے پاس اس کے جوانی کے پہنچنے تک بے احتیاطی سے نہ جاؤ۔ یعنی یہ نہ ہو کہ پرورش کے بہانے اس کا مال سارا لٹا دو۔ اگر تمہارے حالات اچھے ہیں تو جہاں اپنے بچوں کو کھلاتے پہناتے ہو اس کے لئے بھی خرچ کرو۔

اور اگر حالات ایسے نہیں کہ پرورش کر سکو اور یتیم کے ماں باپ نے اگر کوئی مال چھوڑا ہے تو پھر اس میں سے احتیاط سے صرف اتنا ہی خرچ کرو جس سے اس کی ضرورت، جو حقیقی ضرورت ہے پوری ہو جائے اور جب وہ ہوش و حواس کی عمر کو پہنچ جائے تو پھر اس کا مال اسے واپس کر دو۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض قریبی بھی یتیم کا مال اس کی بلوغت کو پہنچنے کے بعد اس کے حوالے نہیں کرتے۔ ماں باپ کی چھوڑی ہوئی جائیداد پر مستقل تصرف کئے رکھتے ہیں کہ ہم نے اس پر خرچ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چیز انتہائی ناپسند ہے یتیم کی پرورش کے لئے نیت صاف ہونی چاہئے۔ اگر نیتوں میں فتور آ جائے تو باوجود اس کے کہ بظاہر ایک شخص یتیم کی پرورش کر رہا ہوتا ہے، دوسروں کی نظر میں بڑا قابل تعریف ہوتا ہے کہ اس نے اپنے قریبی یا کسی بھی یتیم کی اچھی پرورش کی ہے یا کر رہا ہے لیکن اصل میں تو اس یتیم کے پیسے سے ہی پرورش کر رہا ہوتا ہے، ہر ایک کو تو نہیں پتہ ہوگا۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ پیسہ پرورش میں استعمال کر رہا ہوتا ہے بلکہ اس سے خود بھی فائدہ اٹھا رہا ہوتا ہے۔ زیادہ مقصد خود فائدے اٹھانے کا ہوتا ہے۔ اور جب یتیم کو بڑے ہو کر پتہ چلتا ہے کہ اس کی جائیداد تو اس کی پرورش کے نام پر اس کی پرورش کرنے والا ختم کر چکا ہے، یا حیلوں بہانوں سے اسے دینا نہیں چاہتا تو پھر فساد شروع ہو جاتا ہے۔ بھائیوں بھائیوں میں دُوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، ماموؤں، چچاؤں اور بھائیوں بھتیجیوں میں دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، رنجشیں بڑھتی ہیں، مقدمہ بازیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ جماعتی نظام کے تحت اگر آتے ہیں تو مقدمے قضا میں آ جاتے ہیں یا پھر عدالتوں میں چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگ جو خود ہی معاملات اندر ہی سمیٹنا چاہتے ہیں وہ پھر بعض دفعہ اصلاح احوال کے لئے مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے حق دلوائے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو تو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اللہ اصلاح کرنے والے کافساد کرنے والے سے فرق جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کا علم کامل ہے۔ وہ انسان کی پاتال تک سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یتیم کی پرورش کے شوق کے پیچھے نیت کیا ہے۔ معاشرے کو تو دھوکہ دیا جاسکتا ہے، عدالتوں میں تو مقدمے جیتے جاسکتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ تو ایک مومن سے یہ توقع رکھتا ہے کہ یتیم کا مال کھانے کا تو سوال ہی نہیں، تم ایک محبت کرنے والے بھائی کی طرح یتیم سے سلوک کرو۔ نہ صرف اس کی پرورش کرو بلکہ اگر ہو سکے تو ان کو ان کے پاؤں پر کھڑا کرنے میں اگر توفیق ہے تو اپنے پاس سے بھی خرچ کر دو۔ ان کو کسی کام پر، کسی کاروبار میں لگاؤ تاکہ وہ معاشرے کا فعال اور مفید حصہ بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَاعْتَمَدْتُمْ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ تمہیں ایسا حکم

دیتا جس سے تمہیں تکلیف ہوتی۔ تمہیں حکم دیتا کہ اگر کسی یتیم کا باپ جائیداد چھوڑ گیا ہے تو تم نے پھر بھی اس پر تصرف نہیں کرنا اور یتیم کی جائیداد کی ایک ایک پائی اسے واپس لوٹانی ہے اور پرورش پر بھی خود خرچ کرنا ہے۔ پس اللہ نے اگر تمہیں کسی تکلیف میں نہیں ڈالا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ جو جائز سہولت دی ہے کہ یتیم کے مال میں سے اس کی پرورش پر خرچ کر سکتے ہو اس سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ اور اس کا مال دونوں ہاتھوں سے لٹا دو۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ ناجائز طریقے سے یتیم کا مال کھانے سے تم پکڑ کے نیچے آؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَّا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا (النساء: 11) جو لوگ ظلم سے یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں۔

پس یتیم کی پرورش، اس کے مال کی حفاظت، اس کو معاشرے کا فعال حصہ بنانا، ایک انتہائی اہم حکم ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر انسان کہے کہ اس طرف توجہ نہ بھی دی تو کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخر میں جو میں نے تلاوت کی تھی فرماتا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ یہ کہہ کر پھر توجہ دلا دی کہ گو کہ یتیم کمزور ہے، اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کر سکے یا دوسرے سے لے سکے لیکن معاشرے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے، جو لوگ یتیم کے نگران بنائے گئے ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یتیم تو عزیز نہیں ہے، غالب نہیں ہے، طاقت والا نہیں ہے لیکن ان کے اوپر ایک عزیز اور غالب خدا ہے، اس کا ہاتھ ہے جو تمہارے سمیت کائنات کی ہر چیز پر غالب ہے اور اگر یتیم کے حقوق کی حق تلفی کرو گے تو خدا تعالیٰ ضرور تم پر پکڑ کرے گا۔

پس اللہ تعالیٰ جو حکیم ہے، اس نے حکمت کے تحت اگر تمہیں یہ چھوٹ دی ہے کہ حسب ضرورت کم از کم مال یتیم کے مال میں سے خرچ کر سکتے ہو تو تمہیں بھی ہمیشہ حکمت کے پیش نظر یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور عارضی فائدوں کی بجائے دُور رس نتائج کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے جس سے معاشرے کا فساد بھی ختم ہو، آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارے کی فضا بھی پیدا ہو اور پرورش کرنے والے خود بھی اپنے پیٹوں میں آگ بھرنے سے محفوظ رہیں اور جلنے کے عذاب سے بھی بچے رہیں۔

پھر دوسری آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں معاشرے کے ایک اور کمزور طبقہ یعنی بیوہ کا ذکر ہے۔ ایک تو عورت ویسے ہی عموماً معاشرے میں کمزور سمجھی جاتی ہے۔ اس پر اگر وہ بیوہ ہو جائے تو اکثر معاشرے اس کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔ خاص طور پر کم ترقی یافتہ معاشروں میں اور ایسے معاشروں میں بعض پڑھے لکھے جو لوگ ہیں وہ بھی پھر ماحول کے زیر اثر زیادتی کر جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو تو خاص طور پر عورتوں کے حقوق کی

حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک تو آج عورت کے حقوق کا نعرہ لگا رہے ہیں لیکن ہمیں تو قرآن کریم نے چودہ صدیاں پہلے ہی ان حقوق کی طرف توجہ دلا دی اور اگر اُس زمانے کی معاشرتی روایات کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے لیکن نہ صرف اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق قائم کئے بلکہ اُس معاشرے میں جہاں بالکل حقوق ادا نہیں کئے جاتے تھے صحابہ کی کاپیٹ گئی اور ان پر عمل کر کے دکھایا۔

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے، اور تم میں سے جو لوگ وفات دیئے جائیں اور بیویاں پیچھے چھوڑ رہے ہوں ان کی بیویوں کے حق میں یہ وصیت ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ایک سال تک فائدہ اٹھائیں اور نکالی نہ جائیں ہاں اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں، اس بارہ میں وہ خود جو معروف فیصلہ کریں اور اللہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے بیوہ کا ایک مدت تک اپنے خاوند کے گھر میں رہنے کا حق قائم کر دیا۔ عورت کے بارے میں یہ تو حکم ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں بیوگی کی صورت میں اپنی عدت پوری کرے جو 4 ماہ 10 دن تک ہے لیکن اس کے بعد بھی ایک سال تک رہ سکتی ہے اگر وہ چاہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کا رجحان رکھتے تھے اور اس سے یہ استنباط کرتے تھے کہ عدت کی مدت کے علاوہ جو چار ماہ دس دن ہے، ایک سال کی اجازت ہے۔ آپ کا یہ رجحان تھا کہ عورت کو جتنی زیادہ سے زیادہ سہولت دی جاسکتی ہے اس آیت کی رو سے دینی چاہئے۔ بعض دفعہ جب جائیداد کی تقسیم ہو تو اگر مرنے والے کا مکان ہو تو جو مکان ورثے میں چھوڑ کر جاتا ہے وہ اگر کسی اور کے حصے میں آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تب بھی وہ صبر کرے اور ایک سال تک عورت کو تنگ نہ کرے، بیوہ کو تنگ نہ کرے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی یہ لکھا ہے اور آج بھی یہی اسی طرح ہو رہا ہے کہ اگر مثلاً عورت کے اولاد نہیں ہے یا کسی کے دو بیویاں ہیں یا تھیں تو پہلی بیوی کی اولاد یا اگر عورت کے اولاد نہیں تو مرد کے والدین یا اور دوسرے رشتہ دار، بیوہ، جس کے حصے میں مکان کی جائیداد نہ آئی ہو، اسے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک سال تک اس کا حق ہے اور کسی وارث کا حق نہیں بنتا کہ اس معاملے میں بیوہ پر دباؤ ڈالا جائے اور اسے تنگ کیا جائے ہاں اگر وہ خود جانا چاہیں تو بیوگی کی عدت پوری کر کے جاسکتی ہیں۔ یہ فیصلہ عورت کے اختیار میں دیا گیا ہے۔ عورت کو حق دیا گیا ہے کہ وہ معروف فیصلہ کرے یعنی ایسا فیصلہ جو قانون اور شریعت کے مطابق ہو۔ پس ہمیشہ یاد

رکھو کہ یہ عزیز اور حکیم خدا کا حکم ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم عورتوں کو ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجبور کرو گے اور اس کے رشتہ داروں اور قریبیوں میں بھی اگر اس کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوگا تو اس کی مجبوری سے کوئی دوسرا ناجائز فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر چھوٹے سے چھوٹے اور دور کے امکان کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے انتہائی پُر حکمت حکم فرمایا ہے۔ عورت کے خاوند کے قریبیوں کو بھی تنبیہ کی ہے کہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدا کی ذات عزیز اور غالب ہے۔ اگر اس کے حکموں پر عمل نہیں کرو گے تو اس کی پکڑ کے نیچے آؤ گے۔

اس میں ایک اور بات کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ایک تو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ عورت کو ایک سال تک گھر میں رہنے دو، دوسرے بیوہ کو حق دیا ہے کہ اگر وہ شادی کر کے یا کسی وجہ سے ایک سال سے پہلے بھی گھر چھوڑ دیتی ہے تو یہ اس کا معروف فیصلہ ہے۔ پھر عزیزوں رشتہ داروں کو اس میں روک نہیں بننا چاہئے کہ اب یہاں ضرور ایک سال رہو۔ بعض تنگ کرنے کے لئے بھی کہہ دیتے ہیں۔ بعض دفعہ رشتہ دار چاہتے ہیں کہ بیوہ شادی نہ کرے حالانکہ بیوہ کی شادی بھی ایک مستحسن عمل ہے۔

تو ایسے روک ڈالنے والوں کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ نے وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيْمٌ کی بڑی لطیف تشریح فرمائی ہے۔ فرمایا کہ بعض لوگ بیوہ کی شادی کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ہماری عزت کے خلاف ہے۔ خاص طور پر ہمارے پاکستانی اور ہندوستانی معاشرے میں، بعض خاندانوں میں بہت زیادہ شدت پسندی ہے کہ یہ ہماری عزت کے خلاف ہے کہ بیوہ شادی کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا نام عزیز ہے اور میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں۔ میں حکم دیتا ہوں کہ شادی کرے۔ کیونکہ حکمت کے تقاضے کے تحت یہ حکم ہے اس لئے وہ سب جو میرے حکم سے ٹکرانے کی کوشش کرتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ میں عزیز اور غالب ہوں۔ سب عزتیں میری طرف منسوب ہیں اس لئے میرے حکموں کی پابندی کرو اور جھوٹی عزتیں تلاش نہ کرو تا کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کی صفات سے فیض پانے والے ہو۔

پھر تیسری آیت عورتوں کے حقوق کے بارے میں ہے۔ اور جو مطلقہ عورت ہے اس کے حق کے بارے میں ہے کہ اگر طلاق ہو جاتی ہے تو عورت کے لئے مقررہ عدت ہے جو متعین کردہ ہے اس کے بعد وہ آزاد ہے کہ شادی کرے۔ دوسری جگہ حکم ہے کہ تم ان کی شادی میں روک نہ بنو۔ بلکہ شادی میں مدد کرو اور اب وہ خود ہوش والی ہے اس لئے اگر وہ شادی کا فیصلہ کرے تو ٹھیک ہے۔ لیکن عورتوں کو حکم ہے کہ طلاق کے بعد اگر تمہیں پتہ چلے کہ حاملہ ہو تو اپنے خاوند کو بتادو، چھپانا نہیں چاہئے۔ اگر شادی کے بعد کسی وجہ سے نہیں بنی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے

کہ انتقام لینے لگ جاؤ اور جو اس بچے کا باپ ہے اس کو نہ بتاؤ کہ تمہارا بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ تمہارے بتانے سے ہو سکتا ہے کہ اس کا دل نرم ہو جائے اور وہ رجوع کرے اور گھر آباد ہو جائے۔ فرمایا کہ خاوند زیادہ حق دار ہے کہ انہیں واپس لے لے اور گھر آباد ہو جائیں اور رنجشیں دور ہو جائیں۔ دوسرے قریبیوں اور رشتہ داروں کو بھی حکم ہے کہ اس میں وہ روک نہ بنیں۔ بعض دفعہ قریبی اور رشتہ دار بھی لڑکی کو خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اگر خاموش بھی ہے بلکہ رجوع کرنے پر رضامند بھی ہے تو قریبی شور مچا دیتے ہیں کہ ایک دفعہ طلاق ہو گئی اب ہم لڑکی کو واپس نہیں بھیجیں گے۔ انا اور عزتوں کے معاملے اٹھ جاتے ہیں۔ کئی معاملات میرے پاس بھی آتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے جب بعض دفعہ جھوٹی غیرت دکھاتے ہوئے اپنی بچیوں کے گھر برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض بچیاں پھر خط لکھتی ہیں کہ ہم دونوں میاں بیوی اب بسنا چاہتے ہیں لیکن دونوں طرف کے والدین کی اناؤں نے یہ مسئلہ بنا لیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رشتہ داروں کو اس تعلق کے دوبارہ قائم ہونے میں روک نہیں بننا چاہئے۔ اگر مرد کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو پھر جھوٹی غیرتوں کے نام پر لڑکی کا گھر برباد نہیں کرنا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ عورت کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا عورتوں پر۔

یہ آیت تو میں نے پڑھی تھی۔ اس کا ترجمہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔ فرمایا کہ ”اور مطلقہ عورتوں کو تین حیض تک اپنے آپ کو روکنا ہوگا اور ان کے لئے جائز نہیں اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتی ہیں کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کر دی ہے۔ اور اس صورت میں ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں واپس لے لیں اگر وہ اصلاح چاہتے ہیں۔ اور ان عورتوں کا دستور کے مطابق مردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مردوں کا ان پر ہے حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے اور اللہ کامل غلبے والا اور حکمت والا ہے۔“

پس انسان ہونے کے ناطے اور ایک ایسے رشتے کے لئے جو ایک عہد پر قائم ہوا ہے مردوں کو بھی حکم ہے کہ عورت کے حقوق ادا کرو۔ عورت کو بھی حکم ہے کہ مردوں کے حقوق ادا کرو۔ اور جب دونوں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو گے تو رشتہ پائیدار ہوگا۔ پس یہ حکم عورت کے حق قائم کرنے والا ہے۔ اسلام کے یہی خوبصورت احکامات تھے جنہوں نے معاشرے کی کاپلاٹ دی۔ اسلام سے پہلے عربوں نے عورتوں کو ہر قسم کے حق سے محروم کیا ہوا تھا بلکہ کسی مذہب نے بھی اس طرح حقوق قائم نہیں کئے جس طرح اسلام نے کئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بے شمار جگہ عورتوں کے حق قائم فرمائے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لَا هِلْهٍ وَ اَنَا

خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي (سنن ترمذی باب فضل ازواج النبی ﷺ) یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں بہترین ہے اور میں تم سب میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (النساء: 20) کہ اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو ناپسند بھی کرتا ہو تو پھر بھی یاد رکھو کہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر خدا تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے انجام کے لحاظ سے بڑی خیر مقدر کر رکھی ہو۔ پس مرد کو بھی اپنے فیصلوں میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز پر قدرت رکھتا ہے کہ انجام بہتر فرمائے۔ آئے دن طلاق ہو جاتی ہیں اس لئے مردوں کو بھی غور کر کے سوچ سمجھ کے پھر فیصلے کرنے چاہئیں اور اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ بعض چھوٹی چھوٹی وجہ سے مسائل بڑھ رہے ہوتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ تم اس بات کو ناپسند کرو لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس میں بہتری رکھی ہو۔

اگر خدا کی رضا کے لئے اور دعا کرتے ہوئے یہ سلوک اپنی بیوی سے کیا جائے تو اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔ جو گھر تباہی کے کنارے پر ہوتے ہیں، ٹوٹنے والے ہوتے ہیں اگر ان کے بچے ہیں تو بچے گھروں میں سہمے ہوئے ہوتے ہیں، وہی گھر پھر اللہ کی رضا حاصل کرنے والوں کے لئے پُر امن اور پیارا اور محبت قائم رکھنے والے بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مرد اور عورت دونوں کو ایک نصیحت یہ بھی فرمادی کہ حقوق کے لحاظ سے گو تم دونوں برابر ہو لیکن مرد کو انتظامی لحاظ سے اور بعض طاقتوں کے لحاظ سے، بعض ذمہ داریوں کے لحاظ سے فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے عورت کو اس بات کا بھی مرد کو مارجن (Margin) دینا چاہئے۔ مردوں کو بھی فرمایا کہ تمہیں اگر قوام ہونے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے تو ان ذمہ داریوں کو سمجھنا اور سنبھالنا بھی تمہارا کام ہے۔ گھر کے انتظامات اور اخراجات کے لئے رقم مہیا کرنا بھی تمہارا کام ہے۔ یہ نہیں کہ گھر میں پڑے رہو اور بیوی کو کہو کہ جاؤ جا کر باہر کماؤ اور کام کرو۔ یہاں مغربی معاشرہ میں بعض گھروں میں یہ بھی ہو رہا ہے۔ بیوی بچوں کی تمام ذمہ داری اٹھانا تمہارا کام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو عزیز اور حکیم ہے عورتوں اور مردوں کے حقوق قائم فرمادئے۔ اور مردوں کو آخر پر عزیز اور حکیم کے الفاظ استعمال کر کے اس طرف توجہ دلا دی کہ یاد رکھو عورتوں پر جو فوقیت تمہیں ہے اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا کیونکہ وہ عزیز خدا تمہارے اوپر ہے۔ تمہارے سارے عمل دیکھ رہا ہے۔ اس کی

حکومت ہے۔ اس کی تم پر نظر ہے۔ تم اپنے اہل سے غلط سلوک کر کے پھر اس کی پکڑ میں آؤ گے۔ پس اپنی حاکمیت کو، اپنی فوقیت کو عورتوں پر اس حد تک جماؤ جہاں تک تمہیں اجازت ہے اور اپنے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ رکھو۔ اور اگر ان باتوں کو مد نظر رکھو گے تو پھر اس حکیم خدا کی حکمت سے بھی فائدہ اٹھاؤ گے جس نے تمہیں فوقیت دی ہے۔ پس یہ کامل غلبہ والے اور حکمت والے خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں جن سے معاشرہ کا امن قائم ہوتا ہے۔ گھروں کا سکون قائم ہوتا ہے۔ نیکیاں پھیلتی ہیں۔ اس پر حکمت تعلیم کا حسن دو بالا ہو کر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان باتوں کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو جہاں معاشرے کا امن برباد ہوگا وہاں ایسا شخص پھر اس عزیز اور غالب خدا کی پکڑ میں بھی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر حکمت تعلیم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

میں ایک دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا تھا۔ پاکستان کے جو آج کل حالات ہیں ہر ایک کے سامنے ہیں اور حکومت بھی، سیاستدان بھی اور نام نہاد اسلام کے علمبردار بھی ہر ایک ملک کی تباہی کے درپے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو بچائے جو بڑی قربانیوں سے حاصل کیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کی بھی اس کے لئے قربانیاں ہیں۔ کئی جانیں قربان ہوئی تھیں اس کے لئے۔ تو ایک تو وطن کی محبت کا تقاضا ہے، حکم ہے، حق بنتا ہے کہ اس کے لئے دعا کریں۔ بہت سے پاکستانی جو باہر کے ملکوں میں ہیں گو کہ خبریں سنتے ہیں، دیکھتے ہیں لیکن یہ اندازہ نہیں کہ اس وقت ملک کس طرف جا رہا ہے۔ لگتا ہے کہ یہ لوگ اس کو بربادی کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور اگر عقل ان کے مقدر میں نہیں تو پھر کوئی سامان پیدا فرمائے جس سے ایسے لوگ اوپر آنے والے ہوں جو ملک کا، وطن کا، عوام کا درد رکھنے والے ہوں۔

ہم یہاں بیٹھے دعا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے اور خاص طور پر اس کے لئے دعا کریں۔